67578-زکاۃ میں تاخیر اور زکاۃ کی رقم سے سرمایہ کاری کرنے کا حکم

سوال

میرے مال کی سالانہ زکاۃ معقول رقم بنتی ہے (مثلا دس ہزار مصری پاؤنڈ بنتا ہے) پہلے یہ کرتا تھا کہ زکاۃ فقراء یا فقراء کے لیے ہسپتال کی تعمیر۔۔۔۔الخ میں صرف کرتا تھا، لیکن اس وقت میری سوچ ہے کہ میں زکاۃ کا یہ مال تین یا چار برس کے لیے کسی علیحدہ اسلامی بینک اکاؤنٹ میں رکھوں جس پر سالانہ آمدن ہو، ایسا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک مناسب رقم جمع ہو جائے جس سے ایک وقت حاضر سے ہم آہنگ جدید مرکز قائم کیا جائے جس کا ہدف منافع نہیں بلکہ دعوت و تبلیغ ہو اور اس میں تحقیق کے لیے جدید ترین وسائل استعمال کیے جائیں اور یہ مرکز مسلمانوں اور ایسے افراد کے لیے خاص ہو جو دوسرے ادیان کے ساتھ مقارنہ کے وقت اپنے دین میں شکوک شبہات کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اور میری سالانہ زکاۃ بھی آئندہ اسی مرکز کی سرگرمیوں میں صرف ہو، اس کے ساتھ ساتھ دیگر مسلمانوں سے بھی تعاون ملتا رہے، تو کیا شرعی طور پر ایسا کرنا جائز ہے ؟

پسندیدہ جواب

ہم آپ کی دینی غیرت اور مسلمانوں کی حالت زار کا خیال رکھنے پر آپ کے ممنون ہیں، لیکن آپ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ شریعت مطہرہ کے موافق نہیں، کیونکہ جب سال مکمل ہونے پر زکاۃ واجب ہو چکی ہو تو اسے فوری نکالنا واجب ہو جاتا ہے، اور اسے ادائیگی کا امکان ہوتے ہوئے اس میں تاخیر کرنی جائز نہیں ہے۔

چانچہ زکاۃ ایک عبادت ہے جسے ادا کرنے کے لیے مسلمان شخص کو اس کی مقدار، وقت، اور جنس میں زکاۃ کے احکام کی پابندی کرنا لازم ہے، اور جب زکاۃ کی ادائیگی کا وقت آچکا ہو تو اس میں تاخیر جائز نہیں، لیکن اگر اس کی تاخیر کا کوئی قابل قبول شرعی عذر ہو تو پھر تاخیر جائز ہے۔

دائمی فتوی کمیٹی کے علمائے کرام سے مندرجہ ذیل سوال دریافت کیا گیا :

جب زکاۃ کی ادائیگی کا وقت جمادی الاول ہو تو کیا ہم اسے بغیر کسی عذر کے رمضان المبارک تک مؤخر کر سکتے ہیں ؟

کمیٹی کے علمائے کرام کا جواب تھا :

سال پورا ہو جانے کے بعد بغیر کسی شرعی عذر کے زکاۃ نکالنے میں تاخیر کرنی جائز نہیں، مثلا : اگر سال پورا ہونے کے وقت فقراء نہ ہوں، یا ان تک پہنچانے کی طاقت و استطاعت نہ ہو، اور یا پھر مال موجود نہ ہو، وغیرہ اسباب [تو ان اسباب کی بنا پر زکاۃ میں تاخیر کرنی جائز ہے]

لیکن رمضان المبارک کی بنا پر زکاۃ میں تاخیر کرنی جائز نہیں، لیکن اگر قلیل سی مدت ہو تو پھر جائز ہے، مثلا نصف شعبان گزر جانے کے بعد سال پورا ہو رہا ہے تو پھر اس میں رمضان المبارک تک تاخیر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (398/9)

جس شخص پر زکاۃ واجب ہو چکی ہے، یا وہ ادارے اور تنظیمیں جو زکاۃ فقراء و مساکین تک پہنچانے کی ذمہ دار ہیں ان کے لیے زکاۃ کے اموال میں تجارت جائز نہیں، ان پر مستحق افراد تک اس کی ادائیگی واجب ہے، اور اگر سرمایہ کاری کرنی ہے تو زکاۃ کے علاوہ کسی دوسرے مال سے کریں۔

دائمی فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے ایسی رفاہی تنظیم کے متعلق دریافت کیا گیا جو اپنے اموال سے سرمایہ کاری کرنا چاہتی ہے۔

تو کمیٹی کے علماء نے جواب دیا :

اگر سوال میں مذکور مال زکاۃ کا ہو تو جیسے ہی تنظیم کے پاس مال آئے اُسے فورا زکاۃ کے شرعی مصارف میں خرچ کرنا واجب ہے، لیکن اگر وہ مال زکاۃ کا نہیں تو پھر تنظیم کی مصلحت کی خاطر اس سے سرمایہ کاری کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ ایسا کرنے سے تنظیم اور اس کے معاونین کو اپنے اہداف پورے کرنے کے لیے زیادہ نفع حاصل ہوگا۔ انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (9/403-404)

اور کمیٹی کے علماء سے یہ بھی دریافت کیا گیا :

کیا عالمی رفاہی ادارے کے لیے زکاۃ کے ان اموال میں سرمایہ کاری کرنا ممکن ہے جو بعض اوقات بینکوں میں اسوقت تک رکھے جاتے ہیں جب تک انکی ضرورت نہیں ہوتی پھر انہیں نکلوا کر خرچ کیا جاتا ہے، اور سرمایہ کاری کی وجہ سے مصارف زکاۃ پر خرچ کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ بھی نہیں ہوگی، کیونکہ یہ سرمایہ کاری ایسی جگھوں پر ہوگی جہاں سے ضرورت کے وقت حاصل کرنا ممکن ہو، اور یہ جگہیں مکمل طور پر قابلِ اعتماد اور تحقیق شدہ ہیں، ہم یقینی طور پر اس کی ضمانت نہیں دے سکتے کہ کہیں اس میں حرمت یا [سود کا] شبہ نہ آجائے، اس بنیاد پر کہ یہ رفاہی ادارہ بذاتہ کوئی ایک یا کئی ایک اشخاص پر مشتمل نہیں، بلکہ یہ ادارہ ایک فرضی شخصیت ہے جو کہ مستقل طور پر قائم ہے، چنانچہ اسکے ملازمین اسلام اور مسلمانوں کی خیر و بھلائی کے لیے اپنی رائے اور خیالات کے مطابق کوشش اور جدوجہد کرتے ہیں ؟

تو کمیٹی کے علمائے کرام کا جواب تھا :

" تنظیم کا نمائندہ زکاۃ کے مال کو سرمایہ کاری میں استعمال نہیں کرسکتا، کیونکہ زکاۃ کی رقم کو شرعی نصوص کے مطابق مستحقین پر تقسیم کرنا واجب ہے؛ کیونکہ زکاۃ کا مقصد فقراء اور ضرورتمند افراد کی حاجت اور مقروض افراد کے قرض کی ادائیگی ہے؛ اور اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ زکاۃ کے مال کی سرمایہ کاری کرنے سے ہوسکتا ہے مذکورہ مصلحتیں پوری نہ ہوں، یا پھر مستحق افراد کی ضروریات پوری کرنے میں تاخیر ہوجائے " انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (9/454-455).

دوم :

اور فقراء کے لیے ہسپتال تعمیر کرنے یا بعض رفاہی منصوبوں کے لیے زکاۃ کا مال دینے کے متعلق سوال نمبر (39211) کے جواب میں یہ بیان ہوچکا ہے کہ :

زکاۃ کے کچھ شرعی مصارف ہیں جنہیں اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے اس فرمان میں بیان کیا ہے :

(إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ)

ترجمہ : زکاۃ تو صرف فقراء، مساکین، اور اس پر کام کرنے والے، اور تالیف قلب میں، اور غلام آزاد کرانے میں، اور قرض داروں کے لیے، اور اللہ کے راستے میں، اور مسافروں کے لیے ہے، یہ اللہ تعالی کی طرف سے فرض کردہ ہے، اور اللہ تعالی علم والا اور حکمت والا ہے۔ التوبۃ/60

لہذا ان مصارف کے علاوہ کہیں اور زکاۃ صرف کرنا جائز نہیں، اس لیے آپ کو زکاۃ وقت پر ادا کرنی چاہیے لہذا جب زکاۃ کی ادائیگی کرنا ممکن ہو تو اس میں آپ کے لیے تاخیر کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح زکاۃ کے مال سے سرمایہ کاری نہیں کی جا سکتی، نہ تو تجارتی اور منافع بخش منصوبوں میں، اور نہ ہی دعوتی منصوبوں میں۔

اور جس دعوتی منصوبے کی سوچ آپ رکھتے ہیں اس میں آپ مسلمانوں کو قائل کریں اور زکاۃ کے علاوہ کسی اور مد سے رقم حاصل کر کے اس منصوبہ کی تکمیل کریں۔

اللہ تعالی ہمیں اپنے محبوب اور پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

واللہ اعلم.